''اس پرچم کے سائے تلے''

منیر احمد بلوچ

پاکستان میں انقلاب کس طرح آسکتا ہے؟ آخر الطاف حسین انقلاب کی بات کیوں کر رہا ہے؟ اور لندن میں بیٹھ کر الطاف حسین انقلاب کس طرح لا سکتا ہے؟ کیا پاکستان کے موجودہ حالات اس وقت کسی قسم کے انقلاب کے متقاضی ہو سکتے ہیں؟ یہ ہیں وہ سوالات جو ایک عرصہ سے میڈیا پر تواتر سے زیر بحث ہیں اور جس شدت سے میڈیا پر انقلاب کے بارے میں نکتہ چینی کی جا رہی ہے اسی شدت سے الطاف حسین انقلاب کی ضرورت پر زور دیئے جا رہے ہیں اگر صرف لوگوں کے ذہنوں میں ابھرنے والے دو سوالات کو ہی لے لیا جائے کہ کیا آج پاکستان میں انقلاب کی ضرورت ہے؟ اور کیا الطاف حسین لندن میں بیٹھ کر پاکستان میں انقلاب لا سکتا ہے؟۔ یہ سوالات کرنے والے اور پاکستان کے عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ آج بلوچستان میں حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ سکولوں اور کالجوں میں پاکستان کا قومی ترانہ اور قومی پرچم شجر ممنوعہ بن چکا ہے کوئی پندرہ دن پہلے ایک نجی چینل کے پروگرام میں شریک بلوچ نوجوانوں کے ایک پروگرام کو اس ملک کے لاکھوں لوگوں نے دیکھا ہوگا جب ان بلوچ لڑکوں نے پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگانے سے صاف انکار کر دیا آج جب ہر طرف سیاسی جماعتوں کے پرچموں کو قومی پرچم پر فوقیت دی جا رہی ہے اور پاکستان کی قومیتوں میں پاکستان کے قومی پرچم کا احترام ختم ہوتا جا رہا ہے تو وہ کون سا سیاسی لیڈر ہے جس نے تیس جنوری کو شہر قائد سے ابتدا کرتے ہوئے اپنی جماعت کے پرچم کو پس پشت ڈال کر پاکستان کے قومی پرچم کی محبت اور عقیدت کو عوام کے ذہنوں میں نقش کر دیا؟۔ کیا یہ انقلاب نہیں ہے کہ الطاف حسین نے لندن میں بیٹھ کر سندھ، بلوچستان، اور فاٹا کے نوجوانوں کے ہاتھوں میں قومی پرچم تھما دیئے ہیں........ یہ انقلاب نہیں تو اور کیا ہے؟۔ انقلاب وطن سے محبت کا پہلا نام ہے وہ لوگ جو وطن کو چمکتا دمکتا دیکھنا چاہتے ہیں وہ لوگ جو اقوام عالم میں ایک باوقار قوم کی شناخت چاہتے ہوں وہی لوگ انقلاب کیلئے اپنی جانیں دیتے ہیں اور وطن سے محبت اور عقیدت ہی کسی انقلاب کا پیش خیمہ ہوتی ہے جسے وطن سے محبت نہیں ہوگی جس دل میں وطن کی عظمت کیلئے مر مٹنے کا جذبہ نہیں ہوگا وہ جیتا جاگتا انسان نہیں بلکہ ایک زندہ لاش کی مانند ہوتا ہے اور لاشیں دفنانے اور جلانے کیلئے ہوتی ہیں حرکت کرنے کیلئے نہیں کراچی کی جناح گراؤنڈ میں ہر رنگ و نسل کے افراد کو ایک ساتھ بٹھا کر قوموں اور فرقوں میں بٹی ہوئی قوم کو ایک لڑی میں پرو کر الطاف حسین نے انقلاب کا آغاز کر دیا ہے اور مکمل انقلاب کی طرف بڑھتا ہوا یہ پہلا قدم نشان راہ بن چکا ہے منزل کا تعین ہو چکا ہے اور منزل دور نہیں ہے۔ کیا الطاف حسین نے پاکستان میں بسنے والی تمام قوموں کو قومی پرچم کا احترام دے کر اس ملک کے سوئے ہوئے انسانوں کو جگا کر کوئی سنگین جرم کر دیا ہے؟۔

30 جنوری کی شام کا وہ منظر کیسے بھلایا جا سکتا ہے جب متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کراچی کی جناح گراؤنڈ اور اس سے ملحقہ ارد گرد کی سڑکوں پر قومی یکجہتی کے نام پر سیلاب کی طرح امڈنے والی پاکستان کی تمام قومیتوں سے مخاطب تھے اور ان کے اس خطاب کو پاکستان کے ٹی وی چینلز براہ راست عوام تک پہنچا رہے تھے لاہور میں ٹی وی چینل کے سامنے بیٹھے ہوئے قومی یکجہتی کا وہ روح پرور منظر بڑی مدتوں کے بعد دیکھنا نصیب ہو رہا تھا کہ حد نگاہ تک جلسہ گاہ کے چاروں طرف قومی پرچموں کی بھرمار تھی چاروں طرف گونجتے ہوئے جیئے پاکستان کے نعروں کی گونج اور سینکڑوں کی تعداد میں لہراتے ہوئے سبز ہلالی پرچم دیکھ کر تحریک پاکستان کی یاد آ گئی ٹی وی کی سکرین پر جہاں ایک طرف بلوچ نوجوانوں کا ہجوم قومی پرچموں کو ہوا میں لہراتا ہوا دکھائی دے رہا تھا تو دوسری طرف ہزاروں کی تعداد میں سندھی اور پختون نوجوان بھی قومی پرچموں کو مضبوطی سے تھامے قومی یکجہتی کے پر جوش نعرے لگا رہے تھے اور وہ زندہ جاوید لمحات کیسے بھلائے جا سکتے ہیں جب جلسہ کے اختتام سے قبل ٹی وی کی سکرینوں کے گرد بیٹھے ہوئے اس ملک کے کروڑوں عوام نے وہ حیران کن منظر دیکھا جب الطاف حسین کی آواز سے آواز ملاتے ہوئے جلسہ گاہ میں موجود لاکھوں عوام قومی پرچموں کو لہراتے ہوئے ایک ساتھ بلند آواز سے ''اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں'' کا ورد کر رہے تھے چشم فلک نے کراچی کی سڑکوں پر قومی پرچموں کی بھرمار اور پاکستان سے یکجہتی کے نعروں پر مبنی یہ منظر نہ جانے کتنے سالوں بعد دیکھے ہیں اور یقیناً جلسہ گاہ سے کچھ دور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کی روح بھی خوشی اور مسرت سے سرشار جناح گراؤنڈ سے اٹھنے والی پاکستان کی تمام قومیتوں کے ساتھ ہم آواز ہو کر جھوم رہی ہوگی اور کراچی سے سینکڑوں کلومیٹر دور لاہور اور ملک کے دوسرے حصوں میں ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے میری طرح بہت سے لوگ سوچ رہے تھے کہ پاکستان کی وہ قومیتیں جو سالہا سال سے عصبیت کی گمراہ کن لہروں میں بہہ کر اپنے الگ الگ راگ الاپ رہی تھیں آج مدتوں بعد ایک بار پھر ایک قیادت کی آواز پر پاکستان سے یکجہتی کی پکار پر لبیک کہہ رہی ہیں اور کراچی کی جناح گراؤنڈ سے تیس جنوری کو اٹھنے والی قومی یکجہتی کی اس لہر کو اب کوئی بھی روک نہیں سکے گا بلکہ اب یہ پورے ملک میں پھیلتی جائے گی۔ الطاف حسین نے جس منزل کی طرف پہلا قدم بڑھایا ہے اس کا سفر بہت ہی کٹھن ہے راستے میں قدم قدم پر کانٹے اور پتھر ہیں کہیں ناگ اپنے پھن اٹھائے ان کا راستہ روکیں گے تو کہیں خون آشام بھیڑیے اپنے منہ کھولے چبانے کو ٹوٹ رہے ہوں گے تو کہیں شکاری کتے کاٹ کھانے کو لپکیں گے اور ایسے وقت میں جب دشمنان پاکستان وطن عزیز میں زبانوں اور قومیتوں کے زہر کو پھیلانے میں اربوں روپیہ خرچ کر

نے میں مصروف ہیں اور ایسے وقت میں جب پاکستان کو چاروں طرف سے گھیرے میں لینے کی سازشیں اپنے عروج پر ہوں تو پاکستان کے قومی پرچم کو احترام دینے والے کو کس طرح برداشت کیا جائے گا؟۔دشمن آگ کی طرح کھول رہا ہے وہ کانٹوں پر لوٹ پوٹ ہو رہا ہے کہ جس شہر کراچی کو آگ اور خون کے دریا میں ڈبو کر اس نے وہاں رہنے والوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا تھا آج اسی شہر قائد کو لندن میں بیٹھا ہوا ایک شخص پھر سے ایک لڑی میں پرو رہا ہے۔تیس جنوری کو قومی یکجہتی کا مظاہرہ لال قلعہ گراؤنڈ میں ہونا تھا لیکن الطاف حسین کی ہدایت پر اسے اس لیئے جناح گراؤنڈ منتقل کیا گیا تا کہ بانی پاکستان کے ادھورے عزائم کو پورا کرنے کیلیئے تجدید عہد کا آغاز ان کے نام پر بنائی گئی جناح گراؤنڈ سے کیا جائے اور دشمنان پاکستان کی نظر میں الطاف حسین کا یہ جرم بھی نا قابل معافی ہے اس لیئے......الطاف حسین کو حوصلے اور صبر کا پہاڑ بنا ہوگا ان پر زہریلے تیروں کی بارش کی جائے گی الزامات کی بوچھاڑ ہو گی اور سالمیت پاکستان کے دشمن قومی یکجہتی کے نام سے شروع کیئے گئے ان کے انقلاب کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کو ناکام بنانے کی پوری کوشش کریں گے کیونکہ ان کا جرم عظیم یہ ہے کہ وہ پوری قوم کو پاکستان کے قومی پرچم کے سائے تلے ایک کرنے کا عزم کیئے ہوئے ہے اور ''مخالفین پاکستان'' کے نزدیک یہ بہت بڑا جرم ہے جو نا قابل معافی بن چکا ہے کیونکہ ''اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں''۔۔۔۔۔۔۔۔!

☆☆☆☆☆